معلم اور متعلم کی ذمہ داریاں (نبوی ﷺ تعلیمات کی روشنی میں)

ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی☆

Abstract:

"Knowledge is one of the basic factors which differentiates the human being from other creatures. So to seek knowledge is necessary for mankind, so that one can be aware of the purpose of one's life and how to load the life accordingly. One should also be aware of the fact that there is no progress without learning.

Islam, as the religion of nature, lays great stars on knowledge declaring it as an obligation, the Islamic teachings throw full light on the importance and sensitivity of the topic. It is so important matter that the first 'wahi' revealed on the Prophet Mohammad was learning based and the Prophet declared that he had been sent as a teacher to mankind by Allah almighty learning is a mutual process between teacher and taught and both have their responsibilities, which must be kept in mind to achieve the main objectives lying in learning."

دنیا میں رحمتِ دو عالم ﷺ کی تشریف آوری سے قبل جزیرۂ عربیہ میں علم کے نور سے محرومی، اخلاقی بے بضاعتی اور سماوی تعلیمات سے دوری کے سبب عرب قبائل جہالت کی اُس گہری تاریکی میں ڈوبے ہوئے تھے جس کی ہولناکی کا اُنہیں نہ صرف یہ کہ اندازہ نہیں تھا بلکہ اِس اعتقادی، اخلاقی اور معاشرتی جہالت کو اُن کے ہاں ایسا تقدس حاصل تھا جس سے دست بردار ہونے کے لیے وہ کسی صورت تیار نہ تھے بلکہ آبا و اجداد سے نسل در نسل منتقل ہوتی جہالت کو بڑی مضبوطی سے سینے سے لگائے ہوئے کہتے تھے:

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علومِ اسلامیہ، دی یونیورسٹی آف فیصل آباد، فیصل آباد

''بل نتبع ما الفینا علیه آباء نا''(۱)

ترجمہ: (بلکہ ہم تو اُس پر چلیں گے جس پر اپنے باپ دادا کو پایا)

قرآن کہتا ہے:

''أولو کان آباؤهم لایعقلون شیئا ولایهتدون''(۲)

ترجمہ: (کیا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ عقل رکھتے ہوں نہ ہدایت)

جزیرہ عربیہ سے باہر صدیوں پر محیط تہذیب وتمدن کے علمبردار مصری، یونانی، رومی، ایرانی اور ہندوستانی بھی علم کے نور سے کوسوں دور جہالت کی وادیوں میں سرگرمِ سفر تھے۔ رحمتِ دو عالم ﷺ تشریف لائے تو دنیا میں علم وآگہی کے اجالے اِس شان سے پھیلے کہ آپ کے دامنِ رحمت سے وابستہ ہونے والوں کے وجود روشنی کے مینار بن گئے۔ دنیا کے کسی دین و مذہب نے اپنے پیروکاروں کو ایسے موثر اور خوشگوار طریقے سے علم کی ترغیب نہیں دی جس طرح دلوں میں اتر جانے والے منہج اور اسلوب میں معلمِ انسانیت ﷺ نے اپنے پیروکاروں کے قلوب و اذہان میں علم کی محبت ثبت فرمائی کہ علم کو اپنے پیروکاروں کے لیے فرض کا درجہ دے دیا۔ رحمتِ دو عالم ﷺ نے فرمایا:

''طلب العلم فریضة علی کل مسلم''(۳)

ترجمہ: (علم کا حصول ہر مسلمان (مرد وعورت) پر فرض ہے)

یہی نہیں بلکہ حضرت عبید اللہ بن مسعودؓ نے روایت کیا ہے کہ رحمتِ دو عالم ﷺ نے بے علم انسان کی بے مائیگی کو یوں بیان فرمایا ہے:

''الناس عالم و متعلم و لا خیر فیما بینهما من الناس''(۴)

ترجمہ: (نفع بخش لوگ تو دو ہی قسم کے ہیں عالم یا متعلم، اِن دونوں کے درمیان کسی تیسرے گروہ میں کوئی بھلائی نہیں)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے معلم کائنات ﷺ پر جو پہلی وحی نازل کی وہ علم کی عظمت کو اجاگر کرتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ رحمتِ دو عالم ﷺ کے درجِ ذیل فرمان نے علم کو تقدس کا اعلیٰ ترین درجہ عطا کر دیا بلکہ معلم کو بھی مزید عظمت سے ہمکنار کر دیا، آپ نے فرمایا:

''انما بعثت معلما''(۵)

ترجمہ: (میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں)

معلم کی ذمہ داریاں

سیرت طیبہ کا مطالعہ کرنے سے معلم کی جو ذمہ داریاں سامنے آتی ہیں اُنہیں اپنا کر آج کے اساتذہ بھی پہلے سے بہتر تہذیبی معاشرتی اور روحانی ثمرات حاصل کر سکتے۔ معلمین کے لیے سیرتِ طیبہ سے مستفاد چند رہنما اصول اور ذمہ داریاں پیشِ خدمت ہیں:

پیشے سے محبت اور عمل سے اخلاص

رحمتِ دو عالم ﷺ معلمِ کتاب وحکمت ہیں۔ آپ نے تعلیمِ کتاب کی راہ میں آنے والی رکاوٹوں کو نہ صرف خندہ پیشانی سے برداشت فرمایا بلکہ دھمکیوں اور رکاوٹوں کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنی تمام تر صلاحیتوں اور ممکنہ وسائل کو بروئے کار لا کر علم کا نور احسن طریقے سے پھیلاتے رہے۔ آپ علمِ کتاب وحکمت سے منہ موڑنے والوں، تکلیفیں پہنچانے والوں اور اِس علم کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنے والوں کے لیے بھی سراپا اخلاص تھے، اِن کی روگردانی پر افسردہ ہو جاتے، جہالت کی تاریکیوں میں بھٹکتی انسانیت کو علمِ کتاب وحکمت کی روشنی میں لانے کے لیے کتنے بے تاب رہتے تھے اس کا اندازہ درجِ ذیل آیتِ مبارکہ سے لگایا جا سکتا ہے:

''فلعلك باخع نفسك على آثارهم ان لم يؤمنوا بهذا الحديث اسفا''(۶)

ترجمہ: (تو کہیں تم اپنی جان پر کھیل جاؤ گے اُن کے پیچھے اگر وہ اِس بات پر ایمان نہ لائیں غم سے)

معلمِ انسانیت ﷺ کی اپنے سراپا سعادت شاگردوں کے لیے بے پناہ رحمت وشفقت کے سبب قرآن نے آپ کو رؤف ورحیم کے الفاظ سے یاد کیا جبکہ آپ ﷺ کی شفقت آمیز کیفیت کو قرآن نے ان الفاظ سے تعبیر کیا ہے:

''لقد جاء كم رسول من انفسكم عزيز عليه ما عنتم حريص عليكم بالمؤمنين رؤوف رحيم''(۷)

ترجمہ: (بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے، تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے، مسلمانوں پر کمال مہربان)

جیسے اخلاص کے بغیر کوئی عمل ثمر بار نہیں ہوتا اسی طرح اخلاص سے محروم استاد بھی نہ خود شعور، آگہی اور ادراک کی نعمت سے مالا مال ہوتا ہے اور نہ ہی اپنے شاگردوں کے وجدان میں علم کے اجالے اتار پاتا ہے۔ کامیابی کی منزل اسی معلم کو ملتی ہے جس نے معلمِ انسانیت ﷺ کی سیرت طیبہ سے اپنے پیشے کے ساتھ گہری وابستگی اور شاگردوں کے ساتھ اخلاص کا درس حاصل کیا ہو۔

تعلیم وتربیت کا التزام

قلوب واذہان کی دنیا میں معلم کا کردار فقط علم کے چراغ روشن کرنے تک محدود نہیں بلکہ تربیت کو بھی محیط ہے۔ اگرچہ تعلیم سے انسانی شخصیت کو نکھار نصیب ہوتا ہے مگر تزکیہ وتربیت کے بغیر یہ نور ادھورا ہی رہتا ہے۔ قرآنِ کریم میں جہاں چہارگانہ فرائضِ نبوت کا ذکر ہوا ہے وہیں تربیت کی اہمیت اجاگر کرنے کے لیے تعلیمِ کتاب وحکمت سے پہلے تزکیہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ رحمتِ دو عالم ﷺ کی تعلیم اور تربیت کا اعجاز تھا کہ صحابہ کی زندگیوں میں انقلاب برپا ہوا، صحابۂ کرامؓ کو وہ عزت عطا ہوئی کہ اُن کی

زیارت سے شادکام ہونے والے بھی باعزت ٹھہرے اور تابعین کے نام سے یاد کیے جاتے ہیں۔آج بھی سیرتِ طیبہ کی کرنوں سے آراستہ نظامِ تربیت کے ذریعے ہی تعلیم کے بہتر نتائج وثمرات حاصل کیے جا سکتے ہیں۔قرآن کریم میں رحمتِ دو عالم ﷺ کا ذکر معلم ومربی کی حیثیت سے یوں ہوا ہے:

''هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلو علیهم آیاته و یزکیهم و یعلمهم الکتاب و الحکمة و ان کانوا من قبل لفی ضلال مبین''(۸)

ترجمہ:(وہی ہے جس نے اَن پڑھوں میں اُنہی میں سے ایک رسول بھیجا کہ اُن پر اُس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور اُنہیں پاک کرتے ہیں اور اُنہیں کتاب وحکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور بے شک وہ لوگ اِس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے)

اچھے اخلاق کا پیکر

معلمِ انسانیت ﷺ اپنے سعادت مند شاگردوں کو اچھے اخلاق سے آراستہ فرماتے رہے۔آپ کی ذات میں حسنِ گفتار اور کردار کا خوبصورت امتزاج صبحِ قیامت تک کے معلمین کو اچھے اخلاق اپنانے کا درس دیتا رہے گا۔آپ کے اخلاق قرآن کے نزول سے پہلے ہی قرآنی اخلاق کے سانچے میں ڈھلے ہوئے تھے اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار مشرکینِ مکہ بھی نہیں کر سکے تھے،آج کے معلمین کو سیرتِ طیبہ کا یہ پیغام ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیے قول وفعل میں مطابقت سے ہی ہم اپنی اولادوں اور شاگردوں کو اچھے اخلاق کا پیکر بنا سکتے ہیں۔

حکمتِ عملی کے ذریعے اصلاح

معلم کے لیے ضروری ہے کہ وہ طلبہ کی غلطیوں کی اصلاح اُن کی تذلیل اور حد سے زیادہ مار پیٹ کی بجائے حکمت اور نرمی سے کرے۔دس سال رحمتِ دو عالم ﷺ کی خدمت سے شادکام ہونے والے حضرت انسؓ فرماتے ہیں:''رسول کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ سے کبھی کسی کو نہیں مارا،نہ کسی عورت کو نہ کسی خادم کو اور نہ ہی کسی جانور کو۔''

رحمتِ دو عالم ﷺ اہلِ ایمان میں سے کسی کو بھی اصلاح کے دوران شرمندگی سے دوچار نہ فرماتے تھے بلکہ ''ما بال اقوام'' جیسے کلمات کے ذریعے لوگوں کی نشاندہی کے بغیر اُن کی غلطیوں کی اصلاح فرماتے۔علاوہ ازیں اپنی نظروں کے سامنے غلطی کرنے والوں کی اصلاح بھی نہایت حکمت اور خوش اسلوبی سے فرمایا کرتے تھے۔

''عن انس رضی اللّٰه تعالی عنه، قال:بینما نحن فی المسجد مع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اذ جاء اعرابی فقام یبول فی المسجد فقال اصحاب رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم مه، مه۔ قال:قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم:لا تزرموه دعوه فترکوه حتی بال ثم ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه

وسلم دعاہ فقال لہ: ان ھذہ المساجد لا یصلح لشیء من ھذ البول و لا القذر۔ انما ھی لذکر اللّٰہ عزوجل و الصلاۃ و قراء ۃ القرآن فامر رجلا من القوم فجاء بدلو من ماء فشنّہ علیہ''(۹)

(رسول اکرم ﷺ کے سامنے ایک دیہاتی مسجد نبوی میں آیا اور ایک طرف کھڑے ہو کر مسجد میں پیشاب کرنے لگا، صحابہ کرامؓ نے اُسے جھڑکتے ہوئے اس عمل سے منع کرنا چاہا تو آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: اسے چھوڑ دو، اس پر سختی نہ کرو۔ صحابہ کرامؓ نے اُسے اس کے حال پر چھوڑ دیا۔ جب وہ پیشاب کر چکا تو آپ ﷺ نے اُسے بلا کر فرمایا: یہ مسجدیں تو اللہ تعالیٰ کے ذکر، نماز اور تلاوتِ قرآن کے لیے ہیں۔ یہاں پیشاب اور گندگی مناسب نہیں۔ پھر آپ نے ایک شخص کو حکم فرمایا تو اُس نے پانی کا ایک ڈول لا کر پیشاب والی جگہ پر بہا دیا)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی نرم دلی اور شفقت کو امت کی نگاہوں میں اجاگر کرتے ہوئے رسولِ اکرم ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا:

''فبما رحمۃ من اللّٰہ لنت لھم، و لو کنت فظا غلیظ القلب لا نفضوا من حولك''(۱۰)

ترجمہ: (تو کیسی اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم اُن کے لیے نرم دل ہوئے، اگر تند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پھاگ جاتے)

مذکورہ بالا حدیث اور پیشِ نظر آیت سے ہمیں نرمی کے ساتھ غلطیوں کی اصلاح کی طرف رہنمائی ملتی ہے۔ اصلاح کا یہی نبوی منہج واسلوب ہماری نوجوان نسل کو شدت پسندی کی راہوں سے بچا سکتا ہے۔

متعلمین کی ذہنی سطح کا خیال رکھنا

نبوی تعلیمات سے معلمین کو یہ درس بھی ملتا ہے کہ متعلمین کی ذہنی سطح کا خیال رکھ کر اُنہیں تعلیم دی جائے۔ معلمِ انسانیت ﷺ تعلیمِ کتاب وسنت کے دوران آسان سے آسان اسلوب کو اختیار فرماتے تا کہ ہر شخص اپنے دامن میں سماوی علم وحکمت کے موتی سمیٹ سکے۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

''انا اُمرنا معاشر الانبیاء بأن نکلم الناس علی مقادیر علومھم''

ترجمہ: (ہم انبیاء کے گروہ کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہم لوگوں کی علمی سطح کو پیشِ نظر رکھ کر گفتگو کریں)

نبوی تعلیمات کی روشنی میں سامنے آنے والی یہ معلمین کی چند ذمہ داریاں ہیں جنہیں اپنا کر آج کے معلمین نوجوان نسل کے لیے زیادہ بہتر تعلیمی اور تربیتی خدمات سرانجام دے سکتے ہیں۔

متعلم کی ذمہ داریاں

نبوی ﷺ تعلیمات سے جہاں معلمین کو رہنمائی میسر آتی ہے وہیں متعلمین کی ذمہ داریاں بھی نکھر کر سامنے آتی ہیں جنہیں ملحوظِ خاطر رکھ کر متعلمین حصول اسناد کے ساتھ ساتھ اپنے دامنوں میں علم و حکمت کے موتی بھی سمیٹ سکتے ہیں۔ نبوی تعلیمات کی روشنی میں متعلمین کی چند اہم ذمہ داریاں درجِ ذیل ہیں:

علم کی جستجو میں اخلاص

علم کی راہوں میں نکلنے والے کے لیے سب سے اہم مرحلہ اخلاص کا ہے۔ متعلم کو چاہیے کہ وہ مادی منافع کے لیے نہیں، آگہی اور رضائے الٰہی کے لیے علم حاصل کرے۔ اخلاص ہی کی بدولت متعلم کو علم کے نور اور شعور و ادراک کی دولت نصیب ہو سکتی ہے، معلمِ انسانیت ﷺ نے فرمایا:

''من تعلم علما لغير الله أو أراد به غير اللّٰه فليتبوأ مقعده من النار''(۱۱)

ترجمہ: (جس نے غیر اللہ کے لیے علم حاصل کیا یا غیر اللہ کا ارادہ کیا وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں سمجھ لے)

ایک دوسری حدیث کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

''من طلب العلم ليباهی به العلماء و يماری به السفهاء أو ليصرف وجوه الناس اليه فهو فی النار''(۱۲)

ترجمہ: (جس نے اِس نیت سے علم حاصل کیا کہ وہ علماء کو حقیر جانے یا بے وقوفوں پر بڑائی جتلائے، یا اِس لیے حاصل کیا کہ لوگوں کے چہرے اپنی طرف موڑ لے تو وہ دوزخی ہے)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے دنیاوی نیت سے علم حاصل کرنے والے کے بارے میں فرمایا:

''من تعلم علما مما يبتغى به وجه الله عز وجل لا يتعلمه إلا ليصيب به عرضا من الدنيا، لم يجد عَرف الجنة يوم القيامة يعنی ريحها''(۱۳)

ترجمہ: (جس نے اللہ کی رضا کی خاطر علم حاصل کیا مگر اُسے خوف حصول دنیا کے لیے استعمال کیا تو وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا)

مذکورہ بالا احادیث میں اُس شخص کا انجام بیان ہوا جو علم تو حاصل کرتا ہے مگر وہ کسی اعلیٰ وارفع مقصد کے لیے نہیں بلکہ دنیاوی مقاصد کے لیے علم کی مقدس راہوں پر چلتا ہے۔ ایک دوسری حدیث مبارک میں رحمت دو عالم ﷺ نے اخلاص کے ساتھ علم کی جستجو کرنے والے کے حوالے سے فرمایا:

''من سلك طريقا يبتغى فيه علما سلك اللّٰه به طريقا الى الجنة''(۱۴)

ترجمہ: (جو شخص کسی راستے پر چلا جس میں وہ علم تلاش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جنت کے راستے پر

گامزن فرمادے گا)

اِس تناظر میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ علم کوئی بھی ہو اُس کی بنیاد اخلاص پر ہونی چاہیے تب ہی اُس علم میں گہرائی پیدا ہو سکتی ہے۔

تزکیۂ نفس

علم کے متلاشی کو علم وحکمت کے کسی سرچشمے سے چند گھونٹ لے کر یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ تشنگی دور ہوگئی اور میں منزل تک پہنچ گیا، نہیں بلکہ اسے کسی ایسے مربی کی خدمت میں بھی حاضر ہونا چاہیے جو تزکیہ اور تربیت کے ذریعے علم کی اثر آفرینی میں اضافہ کر دے۔ تربیت اور تزکیہ کے بغیر علم بے ثمر رہتا ہے، جیسے معلم کے لیے مربی ہونا ضروری ہے اِسی طرح متعلم کے دل میں بھی علم کے ساتھ ساتھ تربیت حاصل کرنے کا شوق بھی موجزن ہونا چاہیے۔ رحمتِ دو عالم ﷺ جہاں معلمِ کتاب ہیں وہیں قلوب واذہان کا تزکیہ کرنے والے بھی ہیں، آپ کا ارشادِ گرامی ہے:

''ان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله و اذا فسدت فسد الجسد کله الا وهی القلب''(۱۵)

ترجمہ: (بے شک جسم میں ایک ایسا عضو (دل) ہے جو درست ہو جائے تو سارا جسم سدھر جاتا ہے اور اگر وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے)

اہلِ علم کی مجلس میں حاضری

کوئی شخص کتنی بھی ڈگریاں جمع کر لے، ڈیجیٹل لائبریریز پر مشتمل سی ڈیز حاصل کر لے وہ اہلِ علم کی مجالس سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ اِس لیے کہ علم کے جدید ترین ذرائع کے باوجود اہلِ علم کی مجالس میں حاضری کی اہمیت اپنی جگہ برقرار ہے۔ اِس حقیقت کو حدیثِ رسول ﷺ میں یوں بیان کیا گیا ہے:

''عن ابن عباس رضی اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه سلم اذا مررتم بریاض الجنة فارتعوا۔ قالوا: یا رسول اللّٰه و ما ریاض الجنة؟ قال: مجالس العلم''(۱۶)

ترجمہ: (حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم جنت کے باغات کے قریب سے گزرو تو (اُن کے پھلوں میں سے) کچھ کھالیا کرو، صحابۂ کرام عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ ﷺ! جنت کے باغات کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: علم کی مجالس)

معلمِ انسانیت ﷺ نے نہایت حکمت کے ساتھ ایک کائناتی حقیقت کی طرف اپنے براہِ راست شاگردوں (صحابۂ کرامؓ) اور قیامت تک آنے والے (بالواسطہ) شاگردوں کی توجہ مبذول کروادی۔ آپ ﷺ کی اِس تعلیمی نصیحت کی افادیت آج بھی برقرار ہے اور آنے والے وقتوں میں بھی یہ نبوی فرمان

علم وحکمت کی دنیا میں جگمگ کرتا رہے گا۔

علمِ نافع کا حصول

علم کی جستجو میں نکلنے والے کو چاہیے کہ وہ ایسا علم حاصل کرے جو اُس کے لیے اور ملک وملت بلکہ پوری نسل انسانی کے لیے نفع رساں ہو۔ ایسے علم سے گریز کرے جو یا تو بے وقعت اور بے ثمر ہو یا پھر پڑھنے والے کو شکوک وشبہات اور الحاد میں مبتلا کر دے۔ اسی لیے تو رسولِ کریم ﷺ نے تعلیمِ امت کے لیے یوں دعا فرمائی ہے:

''اللھم انی اعوذبك من علم لا ینفع، و من قلب لا یخشع، و من نفس لا تشبع و من دعوۃ لا یستحاب لھا''(۱۷)

ترجمہ: (اے اللہ! میں ایسے علم سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو نفع رساں نہیں، اور ایسے دل سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو خشوع وخضوع سے نا آشنا ہے، اور ایسی دعا سے تیری پناہ چاہتا ہوں جسے قبولیت حاصل نہیں)

علم کے حصول میں تسلسل

علم کا حصول تسلسل کا متقاضی ہے۔ علم کے کسی متلاشی کو زندگی کے کسی موڑ پر یہ گمان نہیں کرنا چاہیے کہ وہ اپنی منزل پر پہنچ گیا ہے، کیونکہ علم ایک ایسا سمندر ہے جس کا کوئی کنارا نہیں اور نہ ہی کسی نے علم کی گہرائی میں پہنچنے کا دعویٰ کیا ہے، جسے علم کے سمندر سے چند سیپیاں مل جائیں وہ بھی اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھنے میں حق بجانب ہے گہرائی تک پہنچنا تو دور کی بات ہے۔ انسان زندگی کی آخری سانسوں تک علم کا نور اپنے دامن میں سمیٹتا رہتا ہے، اور پھر یہ علم ہی کو اعزاز حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو مزید علم طلب کرتے رہنے کا یوں حکم فرمایا ہے:

''و قل رب زدنی علما''(۱۸)

ترجمہ: (اورعرض کرو! اے میرے رب مجھے علم زیادہ دے)

اِس فرمان کے اولین مخاطب رحمتِ دوعالم ﷺ نے اپنی امت کو علم کی راہوں پر رکے بغیر چلتے رہنے اور آگے بڑھتے رہنے کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا:

''اطلبوا العلم من المھد الی اللحد''(۱۹)

ترجمہ: (ماں کی آغوش سے لحد کی دیواروں تک علم حاصل کرو)

آپ کے اس ارشادِ گرامی پر غور وفکر کرنے والے ماہرینِ تعلیم اِن کلمات کی عظمت کی گواہی دیں گے، کیونکہ بچے کے لیے ماں کی آغوش پہلی درسگاہ ہوتی ہے جہاں سے وہ اکتسابِ علم وآگہی کا آغاز کرتا ہے اور پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کے شعور وادراک میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اور علم کی جستجو رکھنے والوں کے من میں علم کے دریچے زندگی کی آخری سانسوں تک کھلتے رہتے ہیں۔

مذکورہ بالا نبوی تعلیمات کی روشنی میں واضح ہونے والی ذمہ داریوں کو اگر معلم اور متعلم پہچان لیں تو ہماری درسگاہوں میں بٹنے والا علم کا نور معاشرے سے ظلمتوں کو مٹادے گا، پھر ہر تعلیم یافتہ فرد کے ہاتھ میں زیتون کی ڈالی نظر آئے گی، تب ہی ہمارا معاشرہ حقیقی ترقی کی راہوں پر گامزن ہو سکے گا۔

حوالہ جات

۱۔ بقرہ:۱۷۰
۲۔ بقرہ:۱۷۰
۳۔ سنن ابن ماجہ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، دار احیاء الکتب العربیۃ، حلبی، ۱/۸۱
۴۔ سنن الدارمی، باب فی ذہاب العلم، دار المغنی، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، ۱/۳۱۲
۵۔ سنن ابن ماجہ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، دار احیاء الکتب العربیۃ، حلبی، ۱/۸۱
۶۔ کہف:۶
۷۔ توبہ:۱۲۸
۸۔ جمعہ:۲
۹۔ صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب وجوب غسل البول وغیرہ، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱/۲۳۶
۱۰۔ آلِ عمران:۱۵۹
۱۱۔ سنن الترمذی، ابواب العلم، باب ماجاء فیمن یطلب بعلمہ الدنیا، مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر، ۵/۳۳
۱۲۔ سنن ابن ماجہ، باب الانتفاع بالعلم والعمل بہ، دار احیاء الکتب العربیۃ، حلبی، ۱/۹۳
۱۳۔ سنن أبی داود، کتاب العلم، باب فی طلب العلم لغیر اللہ تعالی، المکتبۃ العصریۃ، بیروت، ۵/۳۲۳
۱۴۔ صحیح بخاری، کتاب العلم، باب العلم قبل القول والعمل، دار طوق النجاۃ، مصر، ۱/۲۴
۱۵۔ صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب فضل من استبرأ لدینہ، دار طوق النجاۃ، مصر، ۱/۲۵
۱۶۔ المعجم الکبیر للطبرانی، باب العین، مجاہد عن ابن عباس، مکتبۃ ابن تیمیۃ، القاہرۃ، ۱۱/۹۵
۱۷۔ المعجم الکبیر للطبرانی، باب العین، مجاہد عن ابن عباس، مکتبۃ ابن تیمیۃ، القاہرۃ، ۴/۲۰۸۸
۱۸۔ طہٰ:۱۱۴
۱۹۔ روح البیان، فی التفسیر، سورۃ الکہف، سورۃ نمبر ۱۸، آیت ۶۶، دار الفکر، بیروت، ۵/۲۷۴